بیاد: محمد نذیر مرحوم

R.N.I. No.MAHURD / 2010 / 35278 www.mumbaiurdunews.com

Postal Regn. No. MCW/338/2017-19 Vol. No. 6 Issue No.457 Friday 4th August 2017 Price: ₹6/- 16 Pages **Mumbai Urdu News** جلد نمبر ۶ شمارہ نمبر ۴۵۷ جمعہ ۴/اگست ۲۰۱۷ء ۱۱/ذی القعدہ ۱۴۳۸ھ قیمت: ۶/روپے صفحات ۱۶

صلیبی جنگیں اور ویٹی کن ماڈل

مولانا وحید الدین خاں

صلیبی جنگیں (Crusades) تاریخ کا ایک طویل جنگی سلسلہ تھا، جو 1095ء میں شروع ہوا، اور وقفہ وقفہ سے 1291ء تک جاری رہا۔ اس زمانے میں بیت المقدس کا علاقہ مسلم حکومت کے ماتحت تھا۔ اس علاقے کو مسیحی لوگ مقدس علاقہ کہتے ہیں۔ یہ علاقہ پہلے رومی سلطنت میں تھا، اس کے بعد عمرؓ بن خطاب کے زمانے میں وہ مسلم سلطنت میں شامل ہوا۔ صلیبی جنگوں کے موقع پر تقریبا پورے مسیحی یورپ نے مل کر حملہ کیا، تاکہ وہ اس مقدس علاقے کو دوبارہ اپنے قبضے میں لے سکیں۔ مگر متحدہ کوشش کے باوجود اس محاذ پر ان کو کامل شکست ہوئی۔ اس واقعے کو مورخ گبن نے ذلت آمیز شکست (humiliating defeat) قرار دیا ہے۔ مگر تاریخ کا یہ انوکھا واقعہ ہے کہ صلیبی جنگوں میں شکست کے بعد مغرب کی مسیحی قوموں نے ہار نہیں مانی، بلکہ ان کے اندر ایک مثبت اسپرٹ جاگ اٹھی۔ انھوں نے صلیبی جنگوں میں شکست کے بعد اپنے میدان عمل کو بدل دیا، اور جنگ کے میدان کے بجائے پرامن تحقیق کو اپنا میدان بنالیا۔ ایک مبصر نے اس کو اسپریچول کروسیڈس (spiritual rusades) کا نام دیا ہے۔ اس پرامن کروسیڈس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مغرب کے مسیحی اہل علم تاریخ میں ایک نیا دور لانے میں کامیاب ہوگیے۔ یہ وہی دور ہے جس کو scientific age کہا جاتا ہے۔ انھوں نے اپنی ساری توجہ فطرت (nature) کی تحقیق پر لگا دی۔ اس کے نتیجے میں فطرت کے اندر چھپی ہوئی ٹکنالوجی پہلی بار انسان کے علم میں آئی۔ اسلام نے اعلان کیا تھا کہ نیچر پرستش کا موضوع نہیں ہے، بلکہ وہ تحقیق کا موضوع ہے (الجاثیۃ 12-13:) اس طرح اسلام نے فطرت اور پرستش دونوں کو ایک دوسرے سے نظری طور پر ڈی لنک کردیا تھا۔ اس سلسلے کا اگلا کام مغرب کی مسیحی قوموں نے کیا۔ انھوں نے فطرت کی آزادانہ تحقیق شروع کی۔ یہاں تک کہ آخر کار سائنس کا دور پیدا ہوا، اور پھر وہ چیز ظہور میں آئی جس کو جدید تہذیب کہا جاتا ہے۔ مسیحی یورپ کا یہ عمل ری پلاننگ کی ایک مثال ہے۔ مسیحی یورپ نے پہلے یہ منصوبہ بنایا تھا کہ وہ جنگ کی طاقت سے ارض مقدس پر قبضہ حاصل کریں۔ دو سو سال کی جنگ کے بعد جب یہ منصوبہ ناکام ہوگیا تو ان کے اندر یہ ذہن پیدا ہوا کہ وہ جنگ کے میدان کے بجائے پرامن میدان میں اپنی کوشش صرف کریں۔ یہ ری پلاننگ کامیاب رہی، اور چند سو سال کی مدت میں صرف یہ نہیں ہوا کہ ایک نیا سیاسی دور وجود میں آگیا، بلکہ یہ ہوا کہ مسیحی یورپ نے نئے وسائل کے استعمال سے دوبارہ اس غلبہ کو زیادہ بڑے پیمانے پر حاصل کرلیا، جو سیاسی میدان میں ناکامی سے کھویا گیا تھا۔ اس علاقے کے مسلم رہنما اُس وقت اپنے معاملے کی ری پلاننگ نہ کرسکے۔

1947 میں جب فلسطین کی تقسیم عمل میں آئی، اور اس میں فلسطین کا نصف حصہ عربوں کو دیا گیا۔ عرب رہنما کے لیے بھی یہ ایک ری پلاننگ کا وقت تھا۔ ان کو چاہیے تھا کہ وہ اپنے پچھلے سیاسی مائنڈ سیٹ کو توڑیں، اور نئے حالات کے لحاظ سے اپنے عمل کی نئی منصوبہ بندی کریں۔ اگر وہ ایسا کرتے تو یقیناً آج فلسطین میں ایک طاقت ور سلطنت قائم ہوتی۔ فلسطین کا جو علاقہ عربوں کے قبضے میں دیا گیا تھا، وہ فلسطین کا سب سے زیادہ اہم علاقہ تھا۔ نیز شام اور عراق اور اردن اور مصر پہلے ہی سے ان کے قبضے میں تھے۔ یہ پورا علاقہ ایک تاریخی علاقہ ہے۔ یہ علاقہ عالمی سیاحت کے لیے بہت زیادہ ٹورسٹ اٹریکشن (tourist attraction) رکھتا ہے۔ اگر اس علاقے میں امن قائم رہتا تو سیاحت کی انڈسٹری بہت زیادہ فروغ پاتی۔ اس سے عربوں کو نہ صرف اقتصادیات کے اعتبار سے غیر معمولی فائدے حاصل ہوتے، بلکہ سیاحوں کی آمد و رفت سے اس علاقے میں دعوتی مشن کا کام بھی بہت بڑے پیمانے پر ہوسکتا تھا۔ مگر ری پلاننگ کی اہمیت کو نہ جاننے کی وجہ سے یہ عظیم موقع استعمال نہ ہوسکا۔ حسن البناء اور ان کے ساتھیوں نے 1947 میں قاہرہ کی سڑکوں پر بہت بڑا جلوس نکالا تھا۔ اس میں ان کا نعرہ تھا لبیك یا فلسطین۔ اگر وہ دانش مندی سے کام لیتے تو وہ لبیك ایها الناس کے نعرے کے ساتھ اس علاقے میں داخل ہوتے، اور یہاں اسلام اور مسلمانوں کا نیا مستقبل تعمیر کرسکتے تھے مگر یہ عظیم موقع استعمال ہونے سے رہ گیا۔

ویٹیکن ماڈل: ایک حدیث رسولؐ کے مطابق، اللہ رب العالمین اہل اسلام کے لیے دوسری قوموں کے ذریعہ تائید (support) فراہم کرے گا (المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث نمبر 14640) اس حدیث رسولؐ کا ایک پہلو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دوسری قوموں یا سیکولر لوگوں کے ذریعے ایسے ماڈل سیٹ کرے گا، جو اہل اسلام کے لیے اپنے دینی مشن میں رہنما بن سکیں۔ غور کیا جائے تو تاریخ میں بار بار ایسے واقعات پیش آئے ہیں۔ انھیں میں سے ایک واقعہ وہ ہے جس کو ویٹیکن ماڈل کہا جاسکتا ہے۔ قدیم یورپ میں مسیحی پوپ کو پورے یورپ کے لیے بے تاج بادشاہ (uncrowned king) کا درجہ حاصل تھا۔ سترھویں صدی میں حالات بدلے، اور دھیرے دھیرے پوپ نے اپنا اقتدار کھو دیا۔ اب پوپ کے لیے دو کے درمیان انتخاب کا معاملہ تھا۔ یا تو پولٹکل رول کی حیثیت سے پوپ کا عہدہ ہمیشہ کے لیے ختم ہوجائے، یا کسی نان پولٹکل سطح پر پوپ کا ٹائٹل باقی رکھا جائے۔ غور وفکر کے بعد مسیحی ذمہ داران دوسری حیثیت پر راضی ہوگیے۔ یہ واقعہ مسولینی کے زمانے میں ہوا۔ 1929 میں مسیحی پوپ اور اٹلی کی حکومت کے درمیان ایک معاہدہ ہوا۔ اس کو لیٹرن ٹریٹی (Lateran Treaty) کہا جاتا ہے۔ اس معاہدہ کے مطابق، اٹلی کی دارالسلطنت روم میں پوپ کو ایک محدود علاقہ دے دیا گیا، جس کا رقبہ تقریبا ایک سو دس ایکڑ تھا۔ یہ علاقہ پہلے سے مسیحی لوگوں کے پاس تھا۔ اب اس کو ایک بااقتدار اسٹیٹ کا درجہ دے دیا گیا۔ پوپ نے اس علاقے کو ڈیولپ کیا، اور اب وہ مسیحیت کے لیے روحانی کنگڈم (spiritual kingdom) کی حیثیت سے کامیابی کے ساتھ اپنا کام کررہا ہے۔

لیٹرن معاہدے کے ذریعہ مسیحی قوم کو یہ موقع مل گیا کہ وہ پوپ ڈم (Popedom) کے خاتمے کے باوجود پوپ کا ٹائٹل بدستور باقی رکھیں۔ وہ پوپ کے نام سے بدستور ساری دنیا میں اپنی مذہبی تنظیم (religious organization) قائم کریں۔ وہ ایک مرکزی اتھارٹی کے تحت ساری دنیا میں منظم طور پر اپنے مذہب کا کام کرسکیں۔ یہ وہی حکمت تھی جس کو قرآن میں احدی الحسنیین (التوبۃ 52:) کہا گیا ہے۔ یعنی دو بہتر میں سے ایک (one of the two bests) کا انتخاب کرنا۔ موجودہ زمانے میں مسلمان اپنی محرومی کی شکایت کرتے ہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ محرومی کا معاملہ نہیں ہے، بلکہ زمانی حقائق سے بے خبری کا معاملہ ہے۔

موجودہ زمانے میں مسلمانوں کو بار بار یہ موقع ملا کہ وہ 'ویٹیکن ماڈل' کے مطابق اپنے لیے دوسرا بہتر (second best) حاصل کرلیں۔ لیکن مسلمانوں کے رہنما اپنی غیر دانشمندی کی بنا پر اس موقع کو اویل (avail) نہ کرسکے۔ مثلاً بیسویں صدی کے ربع اول میں جب یہ واضح ہوگیا کہ عثمانی خلافت کا سیاسی ادارہ باقی نہیں رہ سکتا تو مسلم رہنماؤں کے لیے یہ موقع تھا کہ گفت وشنید کے ذریعہ وہ دوسرے بہتر (second best) پر راضی ہوجائیں۔ یعنی خلافت کے نام سے ترکی کے کسی علاقہ، مثلاً قسطنطنیہ کے ایک محدود رقبہ کو حاصل کرلیں، اور وہاں ویٹیکن جیسا ایک ادارہ بنا کر خلیفہ کے ٹائٹل کو بدستور باقی رکھیں۔ یہ مسلم رہنماؤں کے لیے اپنے مسئلے کی ری پلاننگ کا ایک موقع تھا مگر اس وقت کے مسلم رہنما اِس معاملے میں حقیقت شناسی کا ثبوت نہ دے سکے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ خلافت کا ٹائٹل ہمیشہ کے لیے ختم ہوگیا۔ اسی طرح 1952 میں جب مصر کے شاہ فاروق کی حکومت ختم ہوئی اور مصر میں فوجی حکومت قائم ہوئی تو اس وقت الاخوان المسلمون کو مصر کے صدر جمال عبدالناصر نے حکومت میں وزارت تعلیم (Education Ministry) کی پیش کش کی، مگر الاخوان المسلمون کے رہنماؤں نے اس پیش کش کو قبول کرنے سے انکار کردیا۔ اسی طرح پاکستان کے صدر محمد ایوب خان نے 1962 میں جماعت اسلامی پاکستان کو یہ پیش کش کی کہ پاکستان میں ایک بین اقوامی یونیورسٹی قائم کی جائے اور اس کا مکمل چارج جماعت اسلامی پاکستان کو دے دیا جائے مگر جماعت اسلامی پاکستان کے ذمہ داران نے اس پیش کش کو قبول کرنے سے انکار کردیا۔ یہ سب ری پلاننگ میں ناکامی کا معاملہ ہے اور یہی ناکامی موجودہ زمانے میں مسلمانوں کے تمام مسائل کی اصل ذمہ دار ہے۔

(مصنف مشہور اسلامی اسکالر اور الرسالہ کے بانی مدیر ہیں۔)

مسلمانوں کو بار بار یہ موقع ملا کہ وہ 'ویٹی کن ماڈل' کے مطابق اپنے لیے دوسرا بہتر حاصل کرلیں لیکن مسلمانوں کے رہنما اپنی غیر دانشمندی کی بنا پر اس موقع کو 'اویل' نہ کرسکے۔ مثلاً بیسویں صدی کے ربع اول میں جب یہ واضح ہوگیا کہ عثمانی خلافت کا سیاسی ادارہ باقی نہیں رہ سکتا تو مسلم رہنماؤں کے لیے یہ موقع تھا کہ گفت وشنید کے ذریعہ وہ دوسرے بہتر پر راضی ہوجائیں۔ یعنی خلافت کے نام سے ترکی کے کسی علاقہ، مثلاً قسطنطنیہ کے محدود رقبہ کو حاصل کرلیں اور وہاں ویٹی کن جیسا ادارہ بنا کر خلیفہ کے ٹائٹل کو بدستور باقی رکھیں۔ یہ مسلم رہنماؤں کے لیے مسئلے کی ری پلاننگ کا موقع تھا مگر اس وقت کے مسلم رہنما حقیقت شناسی کا ثبوت نہ دے سکے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ خلافت کا ٹائٹل ہمیشہ کے لیے ختم ہوگیا۔ یہ ری پلاننگ میں ناکامی کا معاملہ ہے اور یہی ناکامی موجودہ زمانے میں مسلمانوں کے تمام مسائل کی اصل ذمہ دار ہے۔